ضربِ حسنین
بر منکرِ
افضلیّتِ شیخین
تالیف
حضرت علامہ مفتی محمد فضل رسول سیالوی
ناشر
دار العلوم غوثیہ رضویہ
جامع مسجد نور اندرون جنرل بس سٹینڈ سرگودھا 0301-6769232

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضربِ ختنین

برمنکرِ

افضلیتِ شیخین

تالیف

جامع المعقول والمنقول شیخ الحدیث

حضرت علامہ مفتی محمد فضل رسول سیالوی

دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

دار العلوم غوثیہ رضویہ جامع مسجد نور اندرون جنرل بس سٹینڈ سرگودھا

0301-6769232

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرستِ مضامین

☆......☆......☆

حرفِ تقدیم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡاَنۡبِیَآءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡنَ اَمَّا بَعۡد

کافی عرصہ سے غیر محسوس طور پر بعض سنی نما رافضی حضرات تفضیلیت کے جراثیم اہل سنت و جماعت میں داخل کرنے کی باقاعدہ منظم کوشش کر رہے تھے کر رہے تھے لیکن کھل کر کوئی تفضیلی سامنے نہیں آتا تھا یہاں تک کہ شیخ المنہاج ڈاکٹر طاہر القادری نے ایک رسالہ مسمیٰ بہ "السیف الجلی" تحریر کیا اور اس کا ایک دو ورقی مقدمہ تحریر کیا جس میں:

(۱)۔ نہایت خطرناک طریقے سے حضرت ابوبکر صدیق اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے افضل ہونے کا دعویٰ کیا۔

(۲)۔ حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خلافت باطنی روحانی کے اعتبار سے خلیفہ بلافصل قرار دیا اور حضرت ابو بکر صدیق، حضرت فاروق اعظم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کو صرف سیاسی اعتبار سے ظاہری خلیفہ قرار دیا۔

(۳)۔ دبے لفظوں ائمہ اہل بیت کے معصوم ہونے کا عندیہ دیا۔ اور اس پر شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کی طرف منسوب ایک الحاقی عبارت بھی پیش کی۔ اس پر حضرت علامہ پیر سائیں غلام رسول قاسمی دامت برکاتہ نے اپنی دینی اور ملی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے دینی غیرت وحمیت کا بالفعل اظہار فرمایا اور اس فتنہ کی سرکوبی کو ایک کتاب مسمیٰ بہ "ضرب حیدری" تصنیف فرمائی جس کا موضوع تھا تفضیل شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ پیر صاحب موصوف نے کسی کو نامزد کیے بغیر عمومی طور پر تفضیلیوں رافضیوں پر حیدری ضرب لگائی۔ اور الحمد

یہ تھی کہ عبداللہ بن سباء یہودی کی سازش سے فتنۂ رافضیت کی بنیاد پڑ چکی تھی اور پہلے رافضی چونکہ شیخین رضی اللہ عنہما کو افضل نہیں مانتے تھے اور خارجی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے محبت کی بجائے عداوت بغض رکھتے اور طعنہ زنی کرتے تھے اور حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو معاذ اللہ کافر مشرک کہہ کر طعنہ زنی کرتے تھے تو ہدایت کے ستاروں نے مسلمانوں کو ان کے شر سے بچانے کی سعی فرمائی اور اہل سنت و جماعت کی علامات مقرر فرما دیں تا کہ مسلمان ان دونوں شاطروں بے دینوں کی شرارت پکڑ کر اس کی سرکوبی کریں۔ اللہ تعالیٰ ان پاک طینت ہستیوں کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے اجرِ جزیل عطا فرمائے۔ وہی کیفیت اب بھی ہے تو جو شخص مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کا انکار کرتا ہے اگر افضلیت شیخین کا انکار اس کی بنیاد ہے تو رافضی ہے اور اگر سیدنا عثمانِ غنی، مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور اہل بیت سے بغض رکھتا ہے تو خارجی ہے اور اگر ان تمام بزرگوں سے محبت رکھتا ہے تو یہی سنیت ہے ورنہ بلا دلیل دعوئ سنیت کسی طور بھی لائقِ اعتبار نہیں۔

اس پر علامہ تفتازانی علیہ الرحمہ شرح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ: ہم نے اپنے تمام اسلاف کو اسی عقیدہ پر پایا ہے۔ اگر ان کے پاس اس پر دلائل نہ ہوتے تو کبھی یہ عقیدہ نہ اپناتے۔ شرح عقائد صفحہ ۱۰۸ علی ھذا وجدنا السلف والظاھر انہ لو لم یکن لھم دلیل لما حکموا بذالک۔

فتنۂ منہاج اور اس کی تردید

یہ بات ہر اعتبار سے پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ یہ اہلِ سنت کا متفقہ عقیدہ بلکہ اہل سنت کی پہچان ہے کہ خلیفہ بلا فصل ظاہراً و باطناً یعنی حکومت اور ولایت کے اعتبار سے صرف اور صرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ لیکن شیخ المنہاج ڈاکٹر طاہر القادری نے سنہ 2002ء میں شیعوں تبرائیوں اور رافضیوں کو خوش کرنے کے لیے خواہ خلفاءِ ثلاثہ علیہم الرضوان کا دامن ہاتھ سے چلا ہی کیوں نہ جائے، ایک رسالہ مسمّٰی السیف الجلی علی منکر

ولایت علی شائع کیا جس میں اس نے مذہب حق اہل سنت و جماعت کی پشت میں زہر آلود چھرا گھونپا کہ شیخین پر حضرت علی ﷺ کی افضلیت ثابت کرنے کی ناکام سازش کی۔

شیخ المنہاج والمنہاجیین نے حضرت مولا علی ﷺ کو خلیفہ بلافصل ثابت کرنے کے لیے خلافت کی تقسیم کی اور اسکی تین اقسام گھڑیں۔ چنانچہ سیف جلی کے مقدمہ میں یوں رقم طراز ہے۔

(۱)۔ خلافت باطنی کی روحانی وراثت

(۲)۔ خلافت ظاہری کی سیاسی وراثت

گویا ابوبکر صدیق اور فاروق اعظم اور عثمان غنی ﷺ کی خلافت روحانیت سے خالی تھی۔ العیاذ باللہ!

(۳)۔ خلافت دینی کی عمومی وراثت۔

شیخ المنہاج کا شاہ ولی اللہ پر بہتان

شیخ المنہاج نے خلافت کو بغیر کسی شرعی دلیل کے محض انکل پچو سے اس طرح تین قسموں میں منقسم کر کے اس کا ملبہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ کے سر پہ ڈالنا چاہا اور ان کی طرف منسوب ایک عبارت اپنی تائید میں پیش کی۔

ہم کہتے ہیں کہ اول تو یہ عبارت رافضیوں کا الحاق ہے۔ اگر اس عبارت کو الحاق نہ بھی کہا جائے تو شیخ المنہاج کے مزعومہ مقصد سے کوسوں دور ہے۔ کیونکہ اس کا مقصد تو مولا علی کرم اللہ وجہہ کی خلافت بلافصل ثابت کرنا ہے اور یہ عبارت آپ کی خلافت بلافصل پر نہ صراحتاً دلالت کرتی ہے اور نہ ہی اشارتاً اور فقیر نے اس عبارت کے الحاقی ہونے کی طرف اشارہ اس لیے کیا ہے کہ عبارۃ امام کے معصوم ہونے پر صراحتاً دلالت کرتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ کی طرف سے الحاق ہے۔ کیونکہ امت مرحومہ میں کسی بھی فرد بشر کا یہ عقیدہ نہیں کہ امام معصوم ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ شاہ صاحب کا بھی یہ عقیدہ نہیں۔ عصمت صرف

اور صرف انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا خاصہ ہے۔ غیر نبی اگر ولی اللہ ہو تو محفوظ ہوتا ہے معصوم نہیں تو کیا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کا عقیدہ امت کے خلاف تھا ہم یہ قطعاً تسلیم نہیں کرتے کہ شاہ صاحب مرحوم کا عقیدہ رافضیانہ تھا۔ لیکن شیخ المنہاج چونکہ اسی مشن کے بندے ہیں اس لیے ہوسکتا ہے کہ شاہ صاحب کو بھی رافضی ثابت کرنا چاہتے ہوں۔ بہر حال یہ عبارت حضرت مولا علی ﷺ کی خلافت بلا فصل پر قطعی طور پر دلالت نہیں کرتی، صرف مسلمانوں کو دھوکا دینے اور اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے یہ عبارۃ درج کی گئی ہے ورنہ اس کے مقصود واصلی سے اس عبارۃ کو دور کا واسطہ بھی نہیں ہے۔

طرفہ تماشا یہ کہ خلافت کی تقسیم سے جو نتیجہ اور ثمرہ اخذ کیا ہے وہ یہ ہے:

لہٰذا سیاسی خلافت کے فردِ اول حضرت ابوبکر صدیق ہوئے۔ روحانی وراثت کے فردِ اول حضرت علی المرتضی ﷺ ہوئے اور علمی و عملی وراثت کے اولین حاملین جملہ صحابہ کرام ﷺ ہوئے۔ سو یہ سب وارثین و حاملین اپنے اپنے دائرہ میں بلا فصل خلفاء ہوئے ایک کا دوسرے کے ساتھ کوئی تضاد یا تعارض نہیں ہے (السیف الجلی صفحہ ۸)۔ مطلب یہ ہے کہ یہ سب خلافتیں آپس میں متحد ہیں ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

اس سے اگلی سطر پڑھیے، لکھتے ہیں: دوسری اہم بات یہ ہے کہ ان مناصب کی حقیقت بھی ایک دوسرے سے کئی امور میں مختلف ہے۔

ہائے او جنڑ یاں تیری شیخ الاسلامی کو سلام! حیرانی ہے کہ جو آدمی دو متواتر سطروں میں اپنے کلام کو تعارض وتباین کی گندگی سے نہیں بچا سکا وہ شیخ الاسلام کیسے بن گیا ہاں مگر بقلم خود بزعم خویش۔

ڈاکٹر صاحب کی دونوں باتیں دوبارہ پڑھیے۔

(۱)۔ فرمایا: ان خلافتوں کا ایک دوسرے کے ساتھ کوئی تضاد یا تعارض نہیں ہے۔ تو گویا جمع ہوسکتی ہیں۔

(۲)۔ فرمایا: دوسری اہم بات یہ ہے کہ ان مناصب کی حقیقت بھی ایک دوسرے سے

کئی امور میں مختلف ہے۔ چونکہ ان میں اختلاف ہے اسی لیے جمع نہیں ہو سکتیں۔

"جنابِ شیخ کا نقشِ قدم یوں بھی ہے اور ووں بھی"

آپ نے اگر غور سے پڑھا ہے تو واضح ہو کر سامنے آتا ہے کہ پہلی عبارت سے مسلمانوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتا ہے کہ ہم تو ان مناصب میں اتحاد و اتفاق کے قائل ہیں۔ یہاں شیخ المنہاج نے "اتحاد و اتفاق" کی بیخ اس لیے لگائی کہ چونکہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ اور امام مہدی ﷺ کے متعلق اس کا عقیدہ ہے کہ صرف ان حضرات رضی اللہ عنہما میں دونوں خلافتیں جمع ہیں جیسا کہ اس نے خود تصریح کی ہے۔ کہتا ہے کہ امام یعنی مہدی ﷺ فیضان محمدی ﷺ کے ظاہر و باطن دونوں وراثتوں کے امین ہیں (السیف الجلی صفحہ ۱۶)۔

تو گویا امام مہدی ﷺ کا مقام شیخین بلکہ خلفاءِ ثلاثہ بلکہ تمام صحابہ کرام پر بلند ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ) کیونکہ خلفاءِ ثلاثہ ﷺ تو باطنی خلافت سے خالی رہے اور امام مہدی میں دونوں جمع ہو گئیں تو جو شخصیت دونوں خلافتوں کی جامع ہے شان بھی اس کی بلند ہونی چاہیے۔

اور مولا علی کرم اللہ وجہہ کے متعلق یہ تصریح کہ وراثت و امامت بلا فصل ان کا حق ہے اور ظاہر ہے کہ آپ نے خلافت باطنی روحانی کے ساتھ ساتھ خلافت ظاہری سیاسی بھی پائی ہے تو خلافت ظاہری و باطنی ان دو ہستیوں میں جمع ہیں۔ اور دوسری عبارت کا مقصد ہے کہ چونکہ ان مناصب میں حقیقتاً کئی امور میں اختلاف ہے تو گویا یہ خلافتیں جمع نہیں ہو سکتیں اس لیے حضرت صدیق اکبر ﷺ اور حضرت فاروق اعظم ﷺ اور حضرت ذوالنورین عثمان غنی ﷺ میں صرف ظاہری سیاسی خلافت متحقق ہے اور باطنی اور روحانی خلافت نہیں ہے۔ العیاذ باللہ تعالیٰ

پہلا سوال یہ ہے کہ ظاہری و باطنی خلافتوں کے درمیان تضاد و تعارض کا نہ ہونا اور ان کی حقیقت میں اختلاف ہونا کیا یہ دو ضدیں نہیں ہیں؟ تو گویا شیخ المنہاج صاحب اجتماع ضدین کے قائل ہیں اور اجتماع ضدین محال ہے۔ تو گویا آپ محالات کے وقوع

کے قائل ہیں۔

این کار از تو آید مرداں چنیں کنند

ترجمہ: یہ کارنامہ تم سے ہوا ہے، مرد اسی طرح کرتے ہیں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ پہلے کلیے سے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور امام مہدی ﷺ میں یہ دونوں خلافتیں جمع ہیں تو بعینہ اسی کلیہ سے اگر خلفاءِ ثلاثہ علیہم الرضوان میں بھی خلافت ظاہری سیاسی اور خلافت باطنی روحانی جمع ہو جائیں تو کیا قیامت ٹوٹ پڑے گی۔ اب وجہ فرق شیخ المنہاج صاحب پر بیان کرنی لازم ہے۔

اور یہ عقیدہ کہ خلافت کی تین قسمیں ہیں اور اپنے اپنے دائرے میں لاکھوں صحابہ کرام خلفاءِ بلافصل ہیں، یہ عقیدہ صحابہ کرام سے لے کر سلفاً خلفاً پوری امتِ محمد یہ علیٰ نبیہا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام میں کسی کا نہیں ہے۔ کیونکہ خلیفہ بلافصل ہونا ابو بکر صدیق ﷺ کی خصوصیت ہے اور اسے آپ کے فضائل ومناقب میں شمار کیا جاتا ہے۔ اگر تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان خلفاء بلافصل ہیں اور یہ صفت عام ہے تو پھر حضرت ابو بکر صدیق ﷺ کی کیا خصوصیت رہی؟ اور جب یہ آپ کی صفت مخصہ نہ رہی تو اسے آپ کے فضائل مناقب میں بیان کرنا بے فائدہ ہوا۔

حالانکہ یہ صرف اور صرف آپ کے ساتھ خاص ہے اور صدیق اکبر ﷺ ظاہراً باطناً یعنی حکومت وروحانیت وامامت کے اعتبار سے علی الاطلاق خلیفہ بلافصل ہیں۔ یہ چونکہ رافضیوں کا عقیدہ ہے کہ مولا علی کرم اللہ وجہہ خلیفہ بلافصل ہیں اور آج تک رافضیوں میں کوئی ایسا نہ ہوا جس نے اس انداز میں خلافت کی تقسیم کی ہو اور اس تقسیم سے مولا علی ﷺ کی خلافت کی بنیاد فراہم کی ہو۔ لیکن ان کی یہ مشکل شیخ المنہاج صاحب نے حل کر دی۔ دوسرا یہ بھی رافضیوں کا عقیدہ ہے کہ خلافت اور ہے اور ولایت وامامت اور ہے اور یہ کہ خلیفہ معصوم نہیں ہوتا صرف امام معصوم ہوتا ہے۔ ائمہ کے معصوم ہونے پر شاہ ولی اللہ صاحب علیہ الرحمہ کی ایک الحاقی عبارۃ سے شیخ المنہاج نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ شیعہ کا یہ

عقیدہ بھی ان کے نزدیک ٹھیک ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب بھی اماموں کے معصوم ہونے کی تصدیق کرتے ہیں۔

ذکر کس شکل کا کیا جائے بے وقوفی کی ہیں کئی شکلیں

قیل لعلی ﷺ الا تستخلف ؟ قال لا ولکن اترککم کما ترککم رسول اللہ ﷺ فان یرد اللہ بکم خیرا یجمعکم علی خیرکم کما جمعکم علی خیرکم بعد رسول اللہ ﷺ فھذا اعتراف منہ فی آخر وقت الدنیا بفضل الصدیق ﷺ وقد ثبت عنہ بالتواتر انہ خطب بالکوفۃ فی ایام خلافتہ و دار امارتہ۔

فقال ایھا الناس ان خیر ھذہ الامۃ بعد نبیھا ابو بکر ثم عمر و لو شئت ان اسمی الثالث لسمیت و عنہ انہ قال وھو نازل من المنبر ثم عثمان ثم عثمان۔ وقت وداع از کوچہ فنا حضرت علی ﷺ سے عرض کیا گیا کہ کیا آپ ہم پر خلیفہ مقرر نہ فرمائیں گے۔ تو فرمایا نہیں بلکہ میں تم کو ایسے ہی چھوڑ کر جاؤں گا جیسے تم کو رسول اللہ ﷺ چھوڑ کر دنیا سے تشریف لے گئے تھے اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ اچھائی کا ارادہ فرمایا تو تمہیں ایسے شخص پر جمع فرما دے گا جو تم سب سے افضل واشرف ہو گا جس طرح کہ رسول اللہ ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد تم کو سب سے افضل واشرف شخص پر جمع فرما دیا تھا۔ یہ آپ ﷺ کی طرف سے زندگی کے آخری لحات میں حضرت ابو بکر صدیق ﷺ کے افضل ہونے کا اعتراف ہے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ اپنے ایام خلافت میں کوفہ کے دار الامارۃ میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا اے لوگو نبی کریم ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق ﷺ ہیں اور انکے بعد امت میں سب سے افضل امیر المومنین حضرت فاروق اعظم ﷺ ہیں۔ پھر فرمایا اگر میں چاہوں کہ تیسرے شخص کا ذکر کروں تو البتہ کر سکتا ہوں اور یہ بھی آپ سے ثابت ہے کہ منبر سے اترتے ہوئے فرمایا انکے بعد عثمان ہیں اور ان کے بعد عثمان (البدایہ والنہایہ جلد ۸

لیکن آپ کا فرمان شیخ المنہاج کے لیے تو قیامت کا پہلا صور ہے۔ یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ اس صور کے بعد موت ہی موت ہے کہیں زندگی نہ ہو گی۔ وہ بتائیں کہ مولا کی مانتے ہیں یا اپنی بات پر ہی اڑے ہوئے ہیں اور مولا کی ایک بھی نہیں سنتے۔ اگر مولا کے حکم کا انکار ہے تو ایمان کی بری گت بنتی ہے کیونکہ جس نے مولا کا حکم نہ مانا اس نے قرآن کا حکم نہ مانا (علی مع القرآن والقرآن مع علی) اور جس نے قرآن کو نہ مانا اس نے مصطفیٰ کریم ﷺ کو نہ مانا۔ اور جس نے مصطفیٰ کریم ﷺ کو نہ مانا اس نے رب کریم جل شانہ کو نہ مانا اور جس نے رب کریم کو نہ مانا وہ عذاب الیم کے لیے تیار رہے کذالک العذاب ولعذاب الآخرۃ اکبر۔ لہذا ماننے ہی سے گاڑی چلے گی اور ماننا اپنی تکذیب کرنا ہے کیونکہ لوگ کہیں گے او کذاب! بتا تو نے اتنا بڑا جھوٹ بول کر مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ میں کیوں خیانت کا ارتکاب کیا۔ اب نہ اقرار سے بنتی ہے نہ انکار سے۔

دو گونہ رنج و عذاب است جانِ مجنوں را
بلائے صحبتِ لیلیٰ بلائے فرقتِ لیلیٰ

اب صرف ایک ہی راستہ ہے کہ سچے دل سے توبہ کر اور اپنے ربِ کریم جل جلالہ اور محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر اور مولا علی کا حکم مان کر ان کی پناہ میں آ جا۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
کل نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

لیکن او کھا پیا لگدا اے۔ اللہ توفیق بخشے۔ آمین!

اسماعیل دہلوی کی عبارت سے شیخ المنہاج کا استدلال

ایک اور قلا بازی بھی ملاحظہ ہو۔ شیخ المنہاج والمعہاجین کے متعلق پہلے تو یہی مشہور تھا کہ آپ تفضیلی ہیں کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو شیخین رضی اللہ عنہما پر افضل مانتے ہیں۔ اب معلوم ہوا کہ ماشاء اللہ عقیدہ تفضیل علی ؓ ثابت کرنے کے چکر میں

آپ خارجیوں کی گود میں بھی بیٹھے نظر آتے ہیں۔ دیکھیں امام الخوارج والوہابیہ اسماعیل دہلوی علیہ ما علیہ کی کتاب صراط مستقیم (جو فی الواقع صراط منحنی ہے) سے تفضیل علی ﷺ پر دلیل پکڑی ہے۔ اسماعیل دہلوی کی وہ عبارت اس طرح ہے:

حضرت علی المرتضیٰ ﷺ کے لیے شیخین رضی اللہ عنہما پر بھی ایک گونہ فضیلت ثابت ہے۔ اور وہ فضیلت آپ کے فرمانبرداروں کا زیادہ ہونا اور مقامات ولایت بلکہ قطبیت اور غوثیت اور ابدالیت اور انہی جیسے باقی خلعات آپ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کی وساطت سے ہونا ہے اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں۔ اہل ولایت کے اکثر سلسلے بھی جناب مرتضیٰ ﷺ کی طرف منسوب ہیں۔ پس قیامت کے دن بہت فرمانبرداروں کی وجہ سے جن میں اکثر بڑی بڑی شانوں والے اور عمدہ مرتبے والے ہوں گے حضرت مرتضیٰ ﷺ کا لشکر اس رونق اور بزرگی سے دکھائی دے گا کہ اس مقام کا تماشا دیکھنے والوں کے لیے یہ امر نہایت ہی تعجب کا باعث ہوگا۔ انتہیٰ

شیخ المنہاج نے ایسے بیہودہ وہابی خارجی کی عبارت کا سہارا لیا ہے کہ اسکے زمانے سے آج تک کے تمام ائمہ اہلِ سنت کا مطرود و مردود ہے۔ ایسے راندے ہوئے سے اسکے دھتکار دینے والوں پر حجت نہ پکڑے گا مگر اسی جیسا مطرود و مخذول۔ اے عقلمند! تفضیلِ شیخین رضی اللہ عنہما کا مسئلہ کیا ایسا ہے کہ ہر نتھو پھتو کا قول اسکی دلیل و حجت ہو۔

اسی عبارت کا لکھنے والا اسماعیل دہلوی اپنی کتاب تقویۃ الایمان میں کیا لکھتا ہے؟ کہتا ہے: سو اب جو کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اسے مانے سو اب اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے۔ گو کہ اسے اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلہ کی طاقت اسے نہ سمجھے۔

صراطی سے لی گئی منہاجی عبارت اور تقویۃ الایمان میں لکھی گئی عبارت یہ دونوں

عبارتیں اسماعیل دہلوی کی ہیں۔ ان دونوں عبارتوں کو آمنے سامنے رکھ کر پڑھیے یہ دونوں عبارتیں خالصتاً باہم متضاد ہیں۔ صراط میں جو کچھ لکھا گیا ہے تقویۃ الایمان میں اسے شرک کہا گیا ہے۔

فرمائیے کہ صراط کی صرف اسی عبارۃ پر ایمان ہے یا اس کی تمام لغویات و خرافات پر بھی ایمان ہے؟ اسی صراط میں یہ بیہودا اور ایمان سوز عبارت بھی موجود ہے کہ: کسی بزرگ ہستی کا نماز میں خیال آ جائے گو حضور ﷺ ہی کیوں نہ ہوں اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں غرق ہو جانے سے بھی بدتر ہے۔

ختم نبوت کا انکار کرتے ہوئے اسی کتاب میں لکھتا ہے: بعض غیر انبیاء پر بھی (جن میں اس نے اپنے پیر اور پردادہ کو بھی داخل کیا) بے وساطت انبیاء وحی باطنی آتی ہے جس میں احکام تشریعی اترتے ہیں وہ ایک جہت سے انبیاء کے پیرو اور ایک جہت سے خود محقق ہوتے ہیں۔ وہ شاگردِ انبیاء بھی ہیں اور ہم استادِ انبیاء بھی۔ وہ مثل انبیاء معصوم ہیں۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے قلم سے سنیئے کہ فرمایا" گمراہی اور بد دینی کا منہ کالا ہو تو نبوت کیا کسی پیڑ کا نام ہے۔ تو کیا جو اپنے پیروں اور اماموں میں یہ صفت تسلیم کرے وہ مسلمان ہے؟"

اب معلوم ہوا کہ جناب نے اسکی عبارت کو بطور سند کیوں پیش کیا۔ وہ اس لیے کہ صراط کا مصنف اگر ایک گونہ خارجی و وہابی ہے تو دوسری جانب رافضی بھی ہے اگر نہیں تو تفضیلی رافضی تو ضرور ہے کہ یہ بھی اپنے پیروں اور اماموں کو معصوم مانتا ہے اور حضرت مولا علی کی تفضیل کا بھی قائل ہے۔ اور یہ دونوں عقیدے رافضیانہ ہیں اور خارجی وہ خود ہے۔ تو خارجیت و رافضیت کا جامع ہوا۔

اور یہی دو چیزیں شیخ المنہاج کو بھی محبوب کہ وہ بھی مولا علی کرم اللہ وجہ کی تفضیل علی الشیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قائل اور یہ رگ رافضیت ہے۔ اور اسماعیل قتیل کو بطور سند

سینکڑوں علمائے اہل سنت کی وہ تصانیف جو قتیل تیغ خیار کے رد میں لکھی گئی ہیں ان کا مطالعہ کریں اور گڑے مردے نہ اکھاڑیں اور اگر پھر بھی تسلی نہ ہو تو امام اہل سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت علیہ الرحمۃ کی تحقیقات کا مطالعہ کریں کہ

"جس سمت آ گئے ہیں سکے بٹھا دیے ہیں"

آگے شیخ المنہاج کی مرضی کہ اپنا امام قتیل تیغ خیار کو چنے یا امام اہل سنت کو۔

مجدد الف ثانی کی عبارت میں شیخ المنہاج کی خیانت

السیف الجلی میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور اسماعیل دہلوی کی عبارتوں کے بعد حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت سے اپنے موقف پر استدلال کیا گیا ہے۔ لکھتے ہیں: ایک راہ وہ ہے جو قربِ ولایت سے تعلق رکھتی ہے اور ان بزرگوں کے پیشوا اور منبع فیض سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں (السیف الجلی صفحہ ۱۴)۔

السیف الجلی کے مصنف نے سرِ عام بد دیانتی کی ہے۔ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے اس عبارت سے پہلے لکھا ہے کہ: ایک راہ وہ ہے جو قربِ نبوت سے تعلق رکھتی ہے۔ اور اس عبارت کے بعد یوں لکھا ہے کہ: شیخین راہِ اول سے واصل ہیں (مکتوبات امام ربانی جلد ۲ مکتوب نمبر ۱۲۳)۔ شیخ صاحب نے مجدد پاک کے مکتوب کو آگے اور پیچھے دونوں طرف سے کاٹ کر بیان کیا ہے۔ فرمائیں خیانت کی انتہا ہوئی کہ نہیں؟ افتؤمنون ببعض الکتاب الآیۃ۔

بظاہر القادری غالی رافضی ہیں

اہل سنت اور شیعہ کے درمیان سب سے پہلا اور بنیادی اختلاف جس سے دونوں کی راہیں پہلی بار جدا جدا ہوئیں، یہ ہے کہ شیعہ نے خلافت کو ظاہری اور باطنی دو حصوں میں منقسم قرار دیا۔ شیعہ مذہب کے عقائد کی کتابوں میں اس مذہب کے پانچ بنیادی عقائد لکھے ہیں۔ توحید، عدل، رسالت، امامت، قیامت۔ بنیادی ترین اختلاف امامت پر ہے جس کے

بارے میں شیعہ کی کتابوں سے حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

شیعہ کی کتاب اتحادِ امت میں لکھا ہے کہ: سب سے بڑا اختلاف مسلمانوں کے ان دو گروہوں کے درمیان اسی مسئلہ امامت کے بارے میں ہے............ اہل سنت کے نزدیک خلافت کا اہم عنصر لوگوں کی بیعت ہے۔ اہلِ تشیع کا نظریہ ہے: امامت کا لوگوں کی بیعت سے کوئی واسطہ نہیں ہے، بلکہ حصولِ حکومت میں بیعت کا بھی کوئی دخل نہیں ہے۔ بارہ اماموں کی امامت ایک الٰہی منصب ہے جو نصِ رسول کے ذریعے ثابت ہے (اتحادِ امت صفحہ ۴۰ مصنف آیت اللہ محمد آصف محسنی)۔

شیعہ کی کتاب امامت وملوکیت میں لکھا ہے کہ: شیعانِ علی کے مسلک میں حضور رسالت مآب کے بعد قیادت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی چنانچہ سیاسی قیادت مخصوص طریقے کار سے حضرت ابو بکر نے سنبھال لی جس کو جمہوریت کا نام دیا گیا اور دینی قیادت حضرت علی علیہ السلام کو حاصل تھی کیونکہ دینی قیادت کا عہدہ جمہوری طرزِ عمل سے نہیں ملا کرتا بلکہ یہ خدائی عہدہ ہے وہ جس کو چاہے دے دیتا ہے اور اس کی اہلیت کا اندازہ بھی سوائے خدا کے کسی کو نہیں ہو سکتا پس دینی قیادت یعنی امامتِ حقہ کی تعیین امت کے اختیار میں نہیں کہ جسے چاہے چن لے بلکہ جس طرح خدا اپنے اختیار وعلم سے نبی کو نامزد کرتا ہے اسی طرح وہ اپنے علم واختیار سے خلیفہ نبی اور امام امت کو نامزد کرتا ہے جس کا اعلان واظہار رسول کے ذمہ ہوتا ہے اور حضرت علی کی امامت وخلافت کا اعلان حضرت رسالت مآب نے حجۃ الوداع سے واپسی پر اپنے خطبہ غدیریہ میں ایک لاکھ سے زیادہ حاجیوں کے مجمع میں فرمایا تھا (امامت وملوکیت در جواب خلافت وملوکیت صفحہ ۱۶۶، ۱۶۷)۔

شیعہ کی کتاب مذہب شیعہ میں ہے کہ: ہمارا حق الیقین عقیدہ ہے کہ حضرت ابو بکر وحضرت عمر وحضرت عثمان مسلمان، بادشاہانِ اسلام اور اصحاب النبی صلعم تھے۔ مگر وہ منصوص خلیفے اور اولوا الامر نہ تھے بلکہ اجماعی خلیفے تھے (مذہب شیعہ صفحہ ۲۵۱)۔

یہی باتیں اصل واصول شیعہ اردو صفحہ ۱۰۱۔۱۰۲، تحفۃ العوام صفحہ ۳۵، مختصر الاحکام

صفحہ ۸، ثبوتِ خلافت جلد ا صفحہ ۲۴ پر موجود ہیں۔

بظاہر القادری صاحب بھی یہی لکھتے ہیں کہ: سیاسی وراثت کے فردِ اول حضرت ابو بکر صدیق ﷺ ہوئے، روحانی وراثت کے فردِ اول حضرت علی المرتضیٰ ﷺ ہوئے .... خلافت ظاہری دینِ اسلام کا سیاسی منصب ہے، خلافتِ باطنی خالعتاً روحانی منصب ہے۔ خلافتِ ظاہری انتخابی وشورائی امر ہے، خلافت باطنی محض وہبی واجبائی امر ہے۔ خلیفہ ظاہری کا تقرر عوام کے چناؤ سے عمل میں آتا ہے، خلیفہ باطنی کا تقرر خدا کے چناؤ سے عمل میں آتا ہے............ خلافت میں جمہوریت مطلوب تھی اس لیے حضور ﷺ نے اس کا اعلان نہیں فرمایا، ولایت میں ماموریت مقصود تھی اس لیے حضور ﷺ نے وادیِ غدیر کے مقام پر اس کا اعلان فرمایا۔ حضور ﷺ نے امت کے لیے خلیفہ کا انتخاب عوام کی مرضی پر چھوڑ دیا، مگر ولی کا انتخاب اللہ کی مرضی سے خود فرمایا............ خلافت افراد کو عادل بناتی ہے، ولایت افراد کو کامل بناتی ہے۔ خلافت کا دائرہ فرش تک ہے، ولایت کا دائرہ عرش تک ہے (السیف الجلی صفحہ 8-9)۔ بالکل یہی عبارت بظاہر القادری صاحب کی کتاب القول المعتبر فی الامام المنتظر کے مقدمے میں بھی موجود ہے۔

اہلِ علم اگر غور فرمائیں، کیا بظاہر القادری صاحب سو فیصد رافضی نہیں؟ دراصل مودودی صاحب نے اپنی کتاب خلافت وملوکیت میں سیدنا عثمان وسیدنا علی رضی اللہ عنہما کو ملوک قرار دیا تھا جو بلاشبہ خارجیت ہے، جوابی کارروائی کے طور پر ڈاکٹر صاحب نے تین خلفاء علیہم الرضوان کو ملوک کہا ہے جو بلاشبہ رافضیت ہے۔

ضربِ حیدری کی وجہِ تالیف

چونکہ شیخ المنہاج یہ رافضیوں کے عقائد کا محافظ ہے اس لیے ہم نے کہا تھا کہ اس نے السیف الجلی لکھ کر سنیت کی پشت میں زہر آلود چھرا گھونپا ہے۔ جب وہ رسالہ حضرت علامہ مولانا پیر سائیں غلام رسول صاحب قاسمی کے ہاتھ لگا اور آپ نے اس کا مطالعہ کیا تو رگِ قریشی میں جنبش پیدا ہوئی کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ امتِ مسلمہ کے عقائد کی ترجمانی

رافضیانہ رنگ میں کی جائے اور ہم خاموش تماشائی بنے رہیں تو اس علم وفضل وزندگی کا کیا فائدہ۔ پس اس مردِ قلندر نے نعرہ قلندرانہ بلند فرمایا اور امت کی طرف سے فرضِ کفایہ ادا کرتے ہوئے بنام ''ضربِ حیدری'' ایک رسالہ تفضیلی رافضیوں کے رد میں تحریر فرمایا اور یہ نام اس لیے تجویز فرمایا کہ حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ اللہ تعالیٰ کی تلوار ہیں اور یہ تلوار آپ کی ظاہری حیات میں آپ کے ظاہری اور باطنی امام و پیشوا (خلفاءِ ثلاثہ ﷢) کے اشاروں پر کافروں اور منافقوں پر چلتی تھی تو گویا حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ کے روحانی فرزند نے محسوس کیا کہ اب میں اس تلوار سے رافضیوں اور رافضی نوازوں پر وار کروں۔ آپ چونکہ روحانیت کے راستے کے راہی بھی ہیں یہ ہوسکتا ہے کہ باطنا آپ کو حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ سے یہ اشارہ دیا گیا ہو کہ بیٹا میری تلوار تھامو اور جو لوگ میرے دین کے اماموں اور پیشواؤں کی فضیلت گھٹانے کے درپے ہیں اور میرے اماموں اور پیشواؤں پر مجھے افضل کہہ رہے ہیں ان پر وار کرو تا کہ ان کو نصیحت ہو کہ جو شخص ہم کو ہمارے پیشواؤں اور اماموں پر فضیلت دیتا ہے ہم اس کے ساتھ یہی سلوک کرتے ہیں اور اس کو اپنی بارگاہ سے دھتکار دیتے ہیں۔ یہ تو گویا منتر ہی الٹا پڑ گیا کہ دامن مولا علی کرم اللہ وجہہ بھی ہاتھ سے گیا کیونکہ مقصد رافضیوں کی رضا تھی اور مولا علی ﷛ نے ضربِ حیدری بھی رسید فرمادی۔

ما زیاراں چشم یاری داشتیم — خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

یوں جب ضربِ حیدری لگی تو شیخ المنہاج اور ان کی ذریت نے بڑے دانت پیسے اور غور وخوض کیا لیکن کچھ جواب نہ بن آیا اور انشاء اللہ قیامت کے صور تک نہ بن آئے گا اور دانت ہی پیستے گزرے گی کیونکہ حیدر ﷛ کی ضرب فتح کی علامت ہے اور جب ذوالفقارِ علی چلتی ہے تو کشتوں کے پشتے لگ جاتے ہیں۔

☆......☆......☆